رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۳

THE ALHAKAM

QADIAN

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستان تا ببینی عالمے دیگر + بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
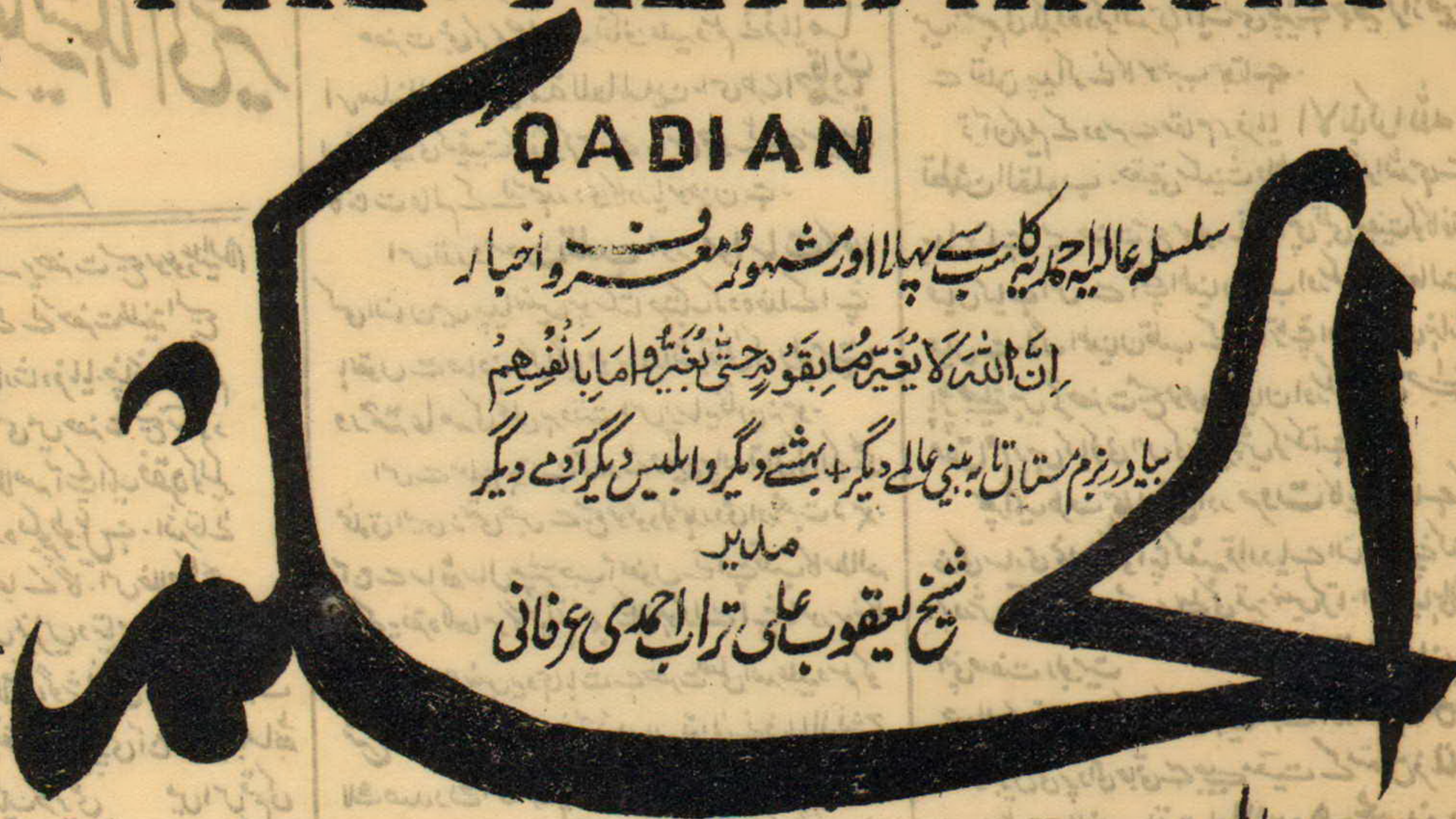
مدینۃ المسیح دارالامان قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۷ | مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۵ء پنجشنبہ | نمبر ۲۰

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

جبکہ گذشتہ اشاعت اعلان کیا ہے کہ اس سال الحکم کا وہ خاص نمبر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کی یادگار کے طور پر نکالا جا رہا ہے) شائع نہیں ہوگا بلکہ اس کی بجائے خاص نمبر سالانہ جلسہ کی تقریب پر ان شاء اللہ العزیز شائع ہوگا +

گذشتہ سال جو خاص نمبر شائع کیا گیا تھا کچھ شک نہیں وہ ایک کامیاب نمبر تھا۔ کیا بلحاظ اشاعت اور کیا بلحاظ مضامین اور دیگر مراتب ظاہری کے۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ باوجود کثرت اشاعت کے دفتر الحکم کو اس میں ایک معقول رقم اپنے زیر بار رنٹ سے ادا کرنی پڑی مجھے اس کا افسوس نہیں بلکہ خوشی ہے کہ میں تھوڑے سے سکوں کو خرچ کر کے اپنے محبوب مولیٰ و آقا کی

یاد کو تازہ کر سکا

والحمد للہ علی ذالک

۲۶ رمئی کا دن وہ تاریخی دن ہے کہ وہ قریب آئے اور دل میں جذبات میں جوش اور قلب میں رقت اور درد نہ پیدا ہو جائے۔ اسلئے میں مجبور ہو گیا اور ذکر حبیب سے اس نمبر کو خالی نہ رکھ سکا۔ چنانچہ اسی جوش اور درد کا یہ نتیجہ ہے

اعجاز القرآن

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے)

نصف صدی پیشتر کا ایک نوٹ

مجھے کیا ہے اس نے علوم اولین اور آخرین کو اور بیان کیا ہے ان تمام امور کو جن میں تزکیہ نفس ہے اور علاج امراض روحانی ہے اور تکمیل قوت نظری اور عملی ہے یعنی بیان کیا ہے ان تمام حقائق کو جو مقام سعادت عظمیٰ پر پہنچنے کے لئے وسائل ضروریہ ہیں۔ کلمات قلیلہ اور حروف محدودہ ہیں اور ایسی فصیح عبارت ہیں کہ جس کے مثل کوئی دوسری عبارت نہیں ہو سکتی پس اس کے الفاظ سب الفاظ سے فصیح ہیں اور اس کی نظم ہر ایک نظم سے احسن ہے۔ اور وہ اصح عقائد اور اخلاق اور طریقہ عبودیت پر مشتمل ہے اور جس امر کو اس نے علت غائی ٹھہرایا ہے وسائل کاملہ سے اس تک پہنچاتا ہے اور وصول الی المطلوب کے لئے ایسا طریق مستحکم رکھا ہے جو عند العقل اس سے بہتر اور الیق ہرگز متصور نہیں اور دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں اور اذہان بنی آدم سے کوئی ذہن اس کی طرف سبقت لیجانیوالا ثابت نہیں اور خود عند العقل قوی بشر کا اسی قدر ہونا ممکن نہیں پس عقلاً اثبات پر قطع کرنا

واجب ہوا کہ خدائے واحد لاشریک کا کلام ہے جس کا علم وسیع اور قدرت کامل ہے

آخری نظم

(از ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری)

۱۶ رمئی ۱۹۰۸ء حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پڑھی گئی اس نظم کے بعد کوئی نظم حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہیں سنائی گئی +

یارب قادیاں میں میرا مزار ہووے
عبدالکریم جس جا یار بہوا ہے مدفوں
اس میں مسیح آیا جس نے خدا دکھایا
آیا ہے تو مسیحا چودہ صدی کے سر پہ
تیرے لئے خدا نے لاکھوں نشاں دکھائے
قرآں کتاب حامی سکھلائی راہ عرفاں
قرآں ہی تبائے عیسیٰ کی خبر ہمکو
شیطاں کو یا الٰہی دکھلادے مار کر کے
اے مہدی مسیحا بہتر خدا سے دعا کر
قرآں میں خدا نے یہ لکھ دیا ہے پڑھلو

اور میرا ذرہ ذرہ اس پر نثار ہووے
وہ خاک پاک میری دارالقرار ہووے
اس پر خدا کی رحمت ابر بہشیار ہووے
آمد پہ کیوں نہ تیرے فصل بہار ہووے
پھر کیوں نہ تیرا دشمن دنیا میں خوار ہووے
اس کے طفیل سے دل حق پر نثار ہووے
اس کے نزول کا پھر کیوں انتظار ہووے
مشکل یہی ہے باقی کشتی یہ پار ہووے
رحمت خدا کی ہمپر بس بیشمار ہووے
گستاخ حق کا دشمن ہر جا پہ خوار ہووے

یارب قادیاں میں میرا مزار ہووے
اور میرا ذرہ ذرہ اس پر نثار ہووے

(خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد وجودی پرنٹر چھپا اور شیخ ابراہیم علی پبلشر نے تراب منزل قادیان سے شائع کیا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا خلاصہ

۱۹۱۷ء کے سالانہ جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ پر تقریر کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ بتعمیل حکم ہی میں نے تقریر کی۔ اسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کا خلاصہ آپ کے ایک فقرہ کو لیکر میں نے بیان کیا تھا۔ وہ لیکچر طویل ہے۔ اللہ تعالٰے جب چاہے گا چھپ جائے گا۔ اس خلاصہ کا بھی ایک تھوڑا سا حصہ اس نمبر میں دیتا ہوں۔ (عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گوشہ نشینی کی محبت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر تھی آج سے قریباً ساٹھ سال پہلے کی حضرت کی مجھے ایک تحریر ملی   میں اس قسم کی تحریروں کا عکس آپ کی سیرت میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں (الاتمام من اللہ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کا خلاصہ اور مغز ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے متعلق سوال کیا ہے تو اس عالمہ اور فقیہہ خاتون نے کیا لطیف جواب دیا فرمایا کہ حضرت کی سیرۃ قرآن کریم ہے۔ حقیقت میں یہ بڑا پر معرفت اور بلیغ جواب ہے کیونکہ قرآن مجید کی تعلیم جس اعلیٰ اور اصلی مقام پر واقع ہوئی ہے اس قسم کی وحی نازل نہیں ہو سکتی جبتک اسی شان اور رتبہ کا قلب نہ ہو۔ یہ ایک نکتہ معرفت ہے جس پر بہت کچھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ تحریر جس کا میں نے ذکر کیا ہے میں نے اس کو پڑھا تو میں اس لذت اور خوشی کا اظہار نہیں کر سکتا جو میرے دوران خون کے ساتھ تمام بدن میں پھیل گئی اور میں یقین کرتا ہوں آپ جب سنیں گے تو ایک تواجد کی کیفیت آپ کے اندر ضرور پیدا ہو جاویگی کہنے کو یہ ایک فقرہ ہے مگر اس کی تفسیر اور شرح سیکڑوں نہیں ہزاروں صفحات میں مجھ سے لکھوانا چاہتی ہے

سنو! حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ

المساجد مکانی والصالحون اخوانی وذکر اللہ مالی وخلق اللہ عیالی

میرا مکان مسجدیں ہیں اور صالحین میرے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے

دوستو! خدا کے لئے غور کرو اور دنیا کی اس عظیم الشان وسیع الحوصلہ انسان کا پتہ دو۔ کہنے کو یہ چار فقرے ہیں۔ مگر ان کے اندر جس قدر معارف اور حقائق کا ذخیرہ ہے۔ میں یا آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے

اس قلب کی وسعت حوصلگی کا اندازہ کرو جو کہتا ہے خلق اللہ عیالی دنیا کی ساری مخلوق کو جو اپنا کنبہ سمجھتا ہے اس کی ہمدردی۔ رحم چشم پوشی۔ انکساری۔ مروت کی کوئی حد بھی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عام ہے اور وہ رب العالمین ہے اسی طرح ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود کی شان سے دنیا میں نازل ہوا خلق اللہ کو اپنا عیال قرار دیتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسی طرح احمد قادیانی اپنے قلب کی کیفیت کا ذکر کرتا ہے۔ اس چھوٹے سے سینہ میں کائنات عالم کے لئے ہمدردی کا دریا موجزن ہے۔

اس قدر وسعت **قلب** اور **مواسات** کا جذبہ کسی انسان میں پیدا نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ خدا کے اپنے ہاتھوں سے صاف نہ کیا گیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی **ربوبیت ورحمۃ عامہ** کی تجلی ہر وقت اس پر سایہ فگن نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی ایک بھی مخلوق ایسی نہ تھی جس سے مسیح موعود کو ہمدردی اور محبت نہ ہو۔ آج سے ساٹھ سال پیشتر جب انھوں نے اپنے قلب کا مطالعہ کرکے یہ فقرہ لکھا ہوگا کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ اسے اپنے مامور ہونیکا وہم بھی تھا؟ نہیں یہ وہی بات ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح صدر کے متعلق پیش آئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم نشرح لک صدرک اسی طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شرح صدر کر دیا۔ اس میں کوئی بغض اور کینہ کسی سے باقی نہ رکھا گیا۔ یہ حضرت مسیح موعود کی اس وحی الٰہی کے ایک جزو کی تفسیر ہے جو آپ کو دنیٰ فتدلیٰ کے الفاظ میں ہوئی۔ دنیٰ کے متعلق پیشتر بیان کر چکا ہوں یہ کیفیت فتدلیٰ کی ہے اور وہ صعود و ہبوط یہ نزول ہے یہ حالت اسوقت میسر آتی ہے جب نفوس قدسیہ خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے فیوض الٰہی کو جذب کر چکنے کے بعد مخلوق کی محبت تامہ کے باعث ان فیوض کو مخلوق تک پہنچاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ووجدک عائلا فرمایا۔ اس کی حقیقت بھی یہی ہے

پس یہ فقرہ جو ساٹھ سال پہلے آپ نے اپنے قلب کی کیفیت کی بنا پر لکھا تھا آج اس کی شرح کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے۔ پھر انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ دنیا کے مال و زر اور ذخار کو چاہتا ہے۔ اس فطرت کا نقشہ قرآن مجید کی اس آیت میں خوب بیان کیا ہے۔ جہاں فرمایا کہ لوگوں کی فطرت میں یہ بات خوشنما دکھائی گئی ہے کہ اموال اور عورتیں اور گھوڑے وغیرہ پسند کرتے ہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام اور اُن کے رنگ میں رنگین لوگوں کی حالت اس سے بالکل الگ اور جدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ذکر اللہ مالی میرا مال و متاع اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ حقیقت میں جس قوم کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ذکر اللہ اکبر دنیا کی تمام عظمتوں اور شوکتوں کے مقابلہ میں رفعت و عظمت اگر ہے تو وہ ذکر اللہ ہی کے لئے ہے پھر اس فانی مال و دولت کے لئے خدا کے ہاتھ سے معطر اور ممسوح کئے ہوئے قلوب کب اس کی طرف جا سکتے ہیں۔

سورۃ جمعہ کے اس مقام پر غور کرنے سے ایک لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کو ذکر اللہ کی طرف سعی کرنے کا ارشاد ہوا اور پھر ایک حالت یہ بتائی کہ جب لوگ تجارت   کو دیکھتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کے خلفا اور نواب کو چھوڑ کر ادھر متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اسلئے ان کو بتایا کہ اللہ تعالےٰ کے حضور یہ مال و دولت جو تجارت کا نتیجہ ہے یادہ خوشی اور راضی مسرت جو   کا نتیجہ ہے۔ وہ نہ روح کی پرورش کا ذریعہ ہیں نہ جسم کی بلکہ وہ ذکر اللہ ہی ایک ایسی چیز ہے جو خیر الرازقین سے تعلق پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

قرآن کریم کے دوسرے مقام پر فرمایا **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**۔ حقیقی سکینت و اطمینان ذکر اللہ ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود نے جو اپنی قلبی کیفیت کو کاغذ پر عیاں کیا ہے اس سے آپ کے اطمینان قلب اور سکینت کی حالت عیاں ہے۔ لوگ اطمینان قلب کے لئے تڑپتے اور دنیا میں ہزاروں پاپڑ بیلتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود اطمینان اور سکینت کے جس اعلیٰ مقام پر ہیں کیا کوئی اس کی نظیر پیش کر سکتا ہے۔

پھر ایک طرف **ہمدردی** اور **مروت** کا یہ تقاضا ہے کہ خدا کی ساری مخلوق کو اپنا کنبہ قرار دیا ہے انسان اپنے کنبہ کی پرورش اور نگرانی میں بُرے بھلے کی تمیز نہیں کرتا۔ اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ اپنی صفت ربوبیت   میں انسان و حیوان کا تفرقہ نہیں کرتا لیکن جیسے محبت اور تعلق خاص صفات اور خوبیوں کی پروا کی جاتی ہے جیسے معیت کے متعلق فرماتا ہے **ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون**

اسی طرح **صادق** اور **خدا پرست** انسان باوجودیکہ ایک طرف کل مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور مروت کے لئے اپنے قلب کو وسیع پاتا ہے لیکن دوسری طرف خدا تعالیٰ کی محبت اور تعلق کے لئے پھر اس مخلوق میں قربانی کا سلسلہ شروع کرتا ہے چنانچہ ہر بہتر کے لئے ادنیٰ کو قربان کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے **اخوت** کے لئے **صالحین** کو منتخب کیا۔ ہر شخص کے چال چلن اخلاق اور **مرغوبات** کا پتہ اس کے دوستوں سے مل سکتا ہے اب جو ہستی صرف صالحین سے محبت کرتی ہے اور انھیں اخوت کے مقام پر رکھتی ہے اس کی صلاحیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید مومن کو **اخوۃ** کا درجہ دیتا ہے اور مومن کا ادنیٰ درجہ **صالح** ہے۔ صالح وہ ہوتا ہے جس میں کسی قسم کا فساد باقی نہ رہے صالح غذا وہی کہلاتی ہے جس میں کوئی نقص نہ ہو۔ پس صالح وہی مومن رہتا ہے جبکہ اعتقادات صحیحہ کے موافق اعمال ہوں۔ یہ صلاحیت بطور بیج کے ہوتی ہے پھر جس قدر انسان اس میں ترقی کرتا ہے وہ ایمانی مراتب میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شہدا اور صدیقین اور نبیین کے مقام کو علیٰ قدر مراتب پا لیتا ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک آپ کی ہمدردی ایسی **عام** اور **وسیع** ہے آپ **اخوت** اور **محبت** کے تعلق صرف ان لوگوں سے رکھنا پسند کرتے تھے جو صالح ہوں اور ہر قسم کے فساد سے پاک ہوں۔

میرے دوستو! کیا ہمارا یہ فرض نہیں کہ ہم ہر ایک قسم کے فساد سے پاک ہو کر صلاحیت اپنے اندر پیدا کریں اور ہمارے تعلقات اخوت صرف اسی زمرہ سے ہوں جو صالحین کا زمرہ ہے جو لوگ کسی نہ کسی رنگ میں نظام احمدیت کو دھکا لگاتے ہیں۔ اور شیرازہ کو جو ہمیشہ سے ایک **ایک امام** کے ذریعہ جو خدا کی کتاب کی اصطلاح میں **حبل اللہ** کہلاتا ہے توڑتے ہیں۔ وہ خواہ کتنے ہی زور سے **نحن مصلحون** کہیں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی مجید و حمید کتاب انھیں مصلح نہیں مفسد قرار دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض مکتوبات

حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی۔

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔ بلاشبہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے کلمات طیبات سے عشق پیدا ہونا اہل اللہ کے ساتھ حب صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص اور مخلص بندوں سے ملتی ہے اور در اصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے اور یہی ایک تخم ہے جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوت ایمانی کا پیدا ہوتا ہے۔ اور محبت ذریعہ اللہ جل شانہ کا پھل اس کو لگتا ہے۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت جو راس الخیرات ہے عطا فرمائی ہے۔ پھر بعد اس کے جو کسل اور قصور بجا آوری اعمال حسنہ میں ہو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ہر ان صفات عظمیہ کے جذبہ سے دور ہو جائے گا۔ ان الحسنات یذہبن السیئات

آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ جیسے آپ نے اخلاص بطور خارق عادت اس زمانہ کی ترقی کی ہے۔ ویسا ہی یہ جوش حب اللہ کا آپ کے لیے اور آپ کے ساتھ بڑھتا گیا اور چونکہ خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس درجہ اخلاص میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہو اس لیے اکثر لوگوں کے دلوں پر جو دعویٰ سے تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ نے قبض وارد کی اور آپ کے دل کو کھول دیا فہذا فضل اللہ و نعمتہ یعطی من یشاء و یفضل من یشاء۔ حامد علی سخت بیمار ہو گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسکو دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ جس وقت آپ تشریف لاویں اگر حکیم فضل الدین صاحب و مولوی عبدالکریم صاحب بھی ساتھ تشریف لے آویں تو بہت خوب ہو گا۔ ان مخدوم اپنی طرف سے ان دونوں صاحبوں کو اطلاع دیں کیونکہ گاہ گاہ ملاقات کا ہونا ضروری ہے۔ زندگی بے اعتبار ہے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۔ ۹؍ جولائی ۱۸۸۹ء

۲

مخدومی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کی استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت۔ اللہ جلشانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر یسر دونوں تبادل وارد ہوتے رہتے ہیں۔ سو یسر تو خود موافق خواہش نفس انسان ہے لیکن عسر بھی بحالت موافقت باللہ و انشراح قلب و رضا و قضاء و محبت ذائقہ مولیٰ بزرگ یسر بھی دکھائی دیتا ہے اور ایکدم بصورت انعام نظر آتا ہے۔ پائے در زنجیر پیش دوستاں کی کیفیت سرور وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے جو کسی ایک آدھ جرعہ محبت سے کسی قدر مستی حاصل کرتا ہے غرض ہمیشہ خوش رہنے کے لیے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان ایکذات کامل کو اختیار کر کے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قائم کر لیتا ہے تو عجب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ اس اصول کے اختیار کرنے میں خود ناقص نہ ہو۔ سو یہی حقیقت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی ہے استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی جنبش دہندہ سے اپنی موافقت بالمولیٰ میں ذرا جنبش نہ آوے خدا تعالیٰ ہمکو اور آپ کو یہ استقامت نصیب کرے آمین ثم آمین

۱۳؍ فروری ۱۸۸۷ء

۳

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ دنیا جائے تردد و حزن و مصیبت و غم ہے نہ ایک کے لیے بلکہ سب کے لیے جسکے ابتداء میں طفلی و بیچارگی اور آخر میں پیرانہ سالی و شیخوخیت (اگر عمر طبعی تک نہ پہونچی) اور سب سے آخر موت (بانگ بر آمد فلاں نماند) اس میں پوری پوری خوشی و راحت کا طلب کرنا غلطی ہے۔ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے اپنے لیے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اصل حصہ دنیا میں میرے لیے غم و مصیبت ہے اور اگر کبھی خوشی پہنچ جائے تو یہ ایک زائد امر ہے جس کو میں اپنا حق نہیں سمجھتی تو مومن کو مرد میدان بنکر اس دار فانی کے تلخیاں و ترشیاں سب اٹھانی چاہئیں۔ ہمارا وجود انبیاء اور اماموں سے کچھ انوکھا نہیں بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ لذت انس و شوق و راحت طلب الٰہی میں تب ہی محسوس ہوتی ہے کہ جب حضرت ایوب کی طرح مفتون و صابر ہو کر یہ کہیں کہ میں ننگا آیا اور ننگا ہی آیا اور ننگا ہی جاؤں گا۔

مفلس شدیم دوست از برایہ فشاندیم
درد خبیث شیطان از مفلساں چہ خواہد

فقروا الی اللہ و کونوا من کان للہ کان اللہ لہ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

(تاریخ ندارد)

سیّد محمد عسکری کے نام

میری زندگی صرف احیاء دین کے ... ہے اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے کہ جبتک اس سے بکلی منہ نہ پھیر لیں ایمان کا بچاؤ نہیں۔ راحت و رنج گزرنے والی چیزیں ہیں اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹیں گے تو اس کے عوض جاودانی میں راحت پائینگے۔ بہشت انہیں کی وراثت ہے جو دنیا کے دوزخ کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں اور لذات عیش و عشرت دنیوی کے لیے مرے نہیں جاتے۔ دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے اور اس کے رنج و راحت کیا چیز ہیں جس کو آخری خوشحالی خواہش ہے اسکے لیے یہی بہتر ہے کہ تکالیف دنیوی کو بانشراح صدر اٹھائے اور اس ناپاک گھر کی عزت اور ذلت کو کچھ چیز نہ سمجھے یہ دنیا بڑا دھوکہ دینے والا مقام ہے جس کو آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی اس غم سے غمگین اور نہ اس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام ۷؍ فروری ۱۸۸۷ء

مولوی احمد الدین کے نام

از عائذ باللہ الصمد احمد بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ مخلص رسید واضح باد کہ فتح باب رحمت الٰہی بیک طریقہ نیست کسے را بروزہ و نماز مہر کشند و دیگرے را بصدقہ و خیرات یا بعلے دیگر راہ می دہند غرض وسائل قبولیت بحضرت احدیت مختلف افتادہ اند وایں احقر بتائید دیں و تلبیغ مذاہب شیاطین ماموراست۔ زہد دریں کار و حلاوت لذت و کشائش می یابد و ہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست میدارد و میخواہد کہ زاہداں کوتہ بیں بدلق خود سر و کار می دارند و از غریقاں ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء علیہم السلام بہ تعلیم عباد اللہ مشغول شدند و از بہر اعلاء کلمہ اسلام جان و مال و عزت و آسائش را نذر کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادات است بفکر خود مبتلا ماندن و از ذکر برادر خود بکلی اوتافتن نامرادی و نااہلی است۔ پس مذہب ما ہمین است کہ ذکر یافتہ ویم بدیں ماموریم و خورسندیم و ہر کہ براہ ما قدم زدن اشتیاق دارد بروبخفی نماند کہ ما را ہمیں خدمت سپردہ اند کہ با مخالفین دین متین مناظرہ و مجادلہ کنیم و بدیشان محبت الٰہی یا تمام رسانیم و کسے کہ چنیں خصلتے نہ دارد دلو زاہدے باشد یا عابدی یا گوشہ نشینی یا چلہ کشی او با ما مناسبتے ندارد والزمانیت و کل خیریت بکلام الٰہم فرخون و من ینصر اللہ ینصرہ ۲۶؍ دسمبر ۱۸۸۶ء

میاں نور محمد صاحب کے نام

محبی مخلصی میاں نور محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ میں نے آپکے وہ تمام خط سنے جو آپ نے بدست ماموں شاہ صاحب بنام مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیجے تھے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ نے آپکو بہت اخلاص اور محبت اور جوش عطا کیا ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ دن بدن اس میں ترقی بخشے اور اپنی مرضی کی راہوں میں کامل کرے۔ آمین۔ اور میری یہ حالت ہے کہ جس طرح ایک چرواہا اپنی بکریوں کو محبت اور ہمدردی سے چراتا ہے کہ اگر کوئی بکری لنگڑی ہو یا ابھی بچہ ہو تو رحم سے ایسا انتظام کرتا ہے کہ وہ ہمسایہ خاص بکر لیا اوقات اپنے کاندھے پر اٹھا لیتا ہے۔ اگر دو بکریاں لڑیں تو کوشش کرتا ہے کہ لڑائی سے باز آویں سو ایسا ہی اپنی جماعت کے لیے میرا خیال ہے چاہیئے کہ اچھے بروں پر رحم کریں اور ان کے حق میں دعا کریں کہ وہ بھی نیک اور خاکسار ہو جاویں چاہیئے ایک بھائی دوسرے بھائی کا گناہ بخشے۔ والسلام

۷؍ جنوری ۱۸۹۵ء

حضرت مسیح موعود کے آخری الفاظ

وہ الفاظ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے یہ تھے:-

اے میرے پیارے! اے میرے پیارے!!
اے میرے پیارے اللہ! اے میرے پیارے اللہ!!

آخری نماز جو آپ نے ادا کی

۲۶؍ مئی کی صبح کو جب فجر کی نماز کی اذان کان میں پڑی تو پوچھا کہ :- "کیا صبح ہو گئی؟" جواب ملنے پر فجر کی نماز کی نیت باندھی اور ادا کی

آخری تحریر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۵؍ مئی ۱۹۰۸ء کی شام کو پیغام صلح کا مضمون ختم کیا اور حالت مرض میں قلم دوات منگا کر کچھ لکھنا چاہا اور کچھ لکھا بھی مگر افسوس ہے وہ پڑھا نہیں گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خطاب

غیروں سے خطاب

اے نادانو! اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا۔ جو میں ضائع ہو جاؤں گا کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو! اور کان کھولکر سنو کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پروا نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ میں اُسکے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے۔ اور اس کا بول بالا ہو کسی ابتلاء سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلاء نہیں کروڑ ابتلاء ہو۔ ابتلاؤں کے میدان اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔ ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

اپنوں سے خطاب

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں جنکو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اُٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے۔ نہ لوگوں کے سب وشتم سے۔ نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائینگے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خداتعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائینگے کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونیوالے ہیں جدا ہو جائیں۔ اُن کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔ ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دخترے

ضروری اطلاع

ایل نمبر ۱۰۹۳ جو کہ اخبار کا رجسٹریشن نمبر ہے۔ تمام خریدار بوقت خط و کتابت چٹ کا نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت فضول ہوگی۔

(مینیجر الحکم قادیان دارالامان)

حضرت مسیح موعود اپنے پُرانے خدام میں

کپورتھلہ کا سفر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پرانے خدام کی خصوصیت سے دلجوئی اور وقار فرمایا کرتے تھے اور ان کے ساتھ شفقت و محبت کے ایسے برتاؤ کرتے کہ ان کی یاد آج دلوں کو تڑپا جاتی ہے۔ نمائش اور تکلفات سے آپ ہمیشہ آزاد تھے۔ اس نمبر میں خصوصیت سے اس عنوان کے تحت میں جماعت کپورتھلہ کا ذکر کرتا ہوں اور بعض وہ واقعات بیان دیتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر کپورتھلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس جماعت مخلصین میں سے دو بزرگ حضرت اخویم محمد خاں صاحب اور حضرت منشی محمد اروڑے خاں صاحب رضی اللہ عنہما اپنے محبوب سے جا ملے ہیں اور جنہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمایا تھا کہ

میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس دنیا اور آخرت میں خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے ساتھ ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہیں

محبی مخدومی حضرت منشی ظفر احمد صاحب اس بزم محبوب کی ایک دلربا یادگار ہیں۔ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں میں خصوصیت سے احباب درخواست کرتا ہوں کہ ان کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کرتے رہیں۔ ایسا ہی محبی مخدومی منشی حبیب الرحمان صاحب پیارے آقا کے فدائیوں میں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر ہمدرد اور اضطراب ہو جاتے ہیں ان کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔

غرض ان دوستوں کے درخواست کرنے پر آپ نے پھر کپورتھلہ کا سفر کیا۔ ایک زمانہ میں آپ کو افسر صیغہ تعلیم کی خدمات پر بھی بلانا چاہا تھا۔ یہ آپ کی ماموریت سے بہت پہلے کی بات ہے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔

لیکن جب خداتعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا اور بنی نوع انسان کی ہدایت کا کام آپ کے سپرد کیا تو کپورتھلہ کے چند نفوس نے جو ریاست میں اپنے عہدوں کے لحاظ سے کوئی عظیم مرتبہ اور وجاہت نہ رکھتے تھے۔ اپنے محبت و اخلاص سے اپنے آقا کو دعوت دی تو اپنے غلاموں کی دعوت پر یہ عظیم الشان انسان جو ایک وقت ریاست کی طلبی پر بھی جانے سے انکار کر چکا تھا تیار ہو گیا۔

اور نہایت سادگی اور بے تکلفی سے اپنے خدام کے بلانے پر روانہ ہو گیا۔ اسکا مختصر تذکرہ احباب کپورتھلہ نے جو کیا ہے وہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ (عرفانی)

فرمایا پہلی مرتبہ جب حضرت اقدس کپورتھلہ میں تشریف لائے تو جو دن آپ کے آنے کا مقرر تھا اور اس دن تمام سامان مہیا کرنے کے علاوہ آپکے استقبال کے واسطے سٹیشن پر اور ریاست میں آدمی کھڑے ہوئے تھے اس دن آپ کسی وجہ سے نہ آسکے بلکہ دو دن بعد اچانک تشریف لائے اور ایک مسجد میں آکر ٹھہرے ساتھ صرف ایک خادم شیخ حامد علی تھے۔ مسجد کی چٹائی پر بے تکلف لیٹ رہے اور بازار سے دودھ روٹی منگا کر کھا لیا جب ہمکو خبر ملی تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے مکان پر لے آئے جہاں بہت بڑا مجمع جمع ہو گیا۔ جب ہم آپ کو جشن ہال دکھانے کے واسطے لے گئے تو وہاں مہاراجہ صاحب اور انگریز مرد اور عورتیں کھیلنے میں مصروف تھیں اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی جب مہاراجہ صاحب کو حضرت صاحب کے آنے کی خبر ہوئی تو اُنھوں نے اجازت دیدی کہ

مرزا صاحب آجاویں

چنانچہ آپ گئے اور ایک طرف کھڑے رہے اور کسی چیز کی طرف چنداں توجہ نہ کی۔ مہاراجہ صاحب نے دور سے حضرت کو دیکھکر اپنا وزیر بھیجا کہ آپ سے ملاقات کرے مگر آپ ایسی حالت استغراق طاری تھی کہ وزیر نے تین دفعہ سلام کیا مگر آپ اسی حالت میں کھڑے رہے اور اس کی طرف توجہ نہ ہوئی

یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انتہائی بے نفسی سادگی اور بے تکلفی اور اپنے خدام کی ہمدردی اور محبت کی شان کو جہاں ظاہر کرتا ہے وہاں آپکے قلب کی اس کیفیت کا بھی پتہ لگتا ہے کہ جس میں دنیا اور دنیا کے جاہ و جلال اور فوق البھڑک باتوں کے لئے کوئی جذب باقی نہ رکھا گیا تھا۔ بادشاہوں کی عالیشان عمارتیں ان کے ساز و سامان اپنی طرف آپ کی توجہ کو نہ کھینچ اور نہ دربار شاہی کے اعلیٰ ارکان اپنی طرف متوجہ کر سکتے تھے

آں کس کہ بتو رسد شہاں را چہ کند

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلبی کیفیت کا یہ شعر کس قدر اظہار کرتا ہے جو آپ نے فرمایا ؎

سخن نزدم مرا از شہریارے
کہ ہستم بر درے اُمیدوارے

آپ اپنے احباب میں بیٹھ کر خوش تھے اور مسجد کا بوریا دربار سلطانی کے مخملی اور قالین فرش سے زیادہ پیارا اور خوش آئند تھا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جالندھر میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ قریب ایک ماہ کے وہاں ٹھہرے۔ وہ شہر ایسا سخت دل اور لامذہب کہ وہاں رہنے سے تنگ آ گئے۔ سب رفتہ رفتہ چلے گئے ایکدن ہم نے بھی ارادہ کیا کہ اجازت چاہیں اسی خیال میں تھے کہ حضرت اندر سے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اکثر لوگ تو چلے گئے اب آپ ہی رہ گئے ہیں پنجابی میں مثل مشہور ہے

نواں نو دن پرانا سو دن

یعنی نیا دوست نو دن رہتا ہے اور پرانا سو دن رہتا ہے اس بات کو سن کر ہم خاموش ہو گئے اور رخصت لینے کے ارادے کو چھوڑ دیا۔ ایسا ہی وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت کے ساتھ ایک باغ میں گئے جہاں کرنا کے پھول کھلے ہوئے تھے اور نہایت

خوشبو دے رہے تھے حضرت نے فرمایا

کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے

کہنا ایک خاردار بوٹا ہوتا ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی۔

حضرت منشی محمد اروڑے خاں صاحب اپنی اسی محبت کا ذکر کرتے ہوئے جو اُن کو حضرت کے ساتھ تھی اور ان مہربانیوں اور شفقتوں کی یاد میں جو حضرت ان پر اور احباب کپور تھلہ پر فرمایا کرتے تھے ہمیشہ چشم پرآب ہو جاتے تھے اور دوسروں کو بھی رُلایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کوئی چیز اپنے پاس رہنے نہیں دی۔ اپنی ضروریات کو بہت تنگ کر کے جو کچھ بھی ہو حضرت کی خدمت میں پہنچاتا ہر ایک عمدہ شے جو مجھے ملتی اور میری قدرت میں ہوتی آپکے واسطے حاضر کرتا آپ کی جدائی کا مجھے صدمہ ہے پر شکر ہے کہ میرے پاس اب کوئی شے یا روپیہ ایسا نہیں جس کو دیکھ کر میں یہ حسرت کر سکوں کہ میں نے حضرت کو کیوں نہ دیا۔ میں نے کوڑی اپنے پاس نہ رکھی جب کبھی میں جاتا اور آپ کو اطلاع ہوتی تو آپ کو اطلاع ہوتی تو فوراً مجھے بلا لیتے یا خود باہر تشریف لاتے میں حرف آپ کے دیدار کا عاشق تھا مجھے اب موت کا بھی ڈر نہیں رہا۔ (منشی صاحب کی زندگی کا بیان ہے۔ عرفانی) مجھے موت کے خیال سے خوشی ہے کہ جب مروں گا تو حضرت سے ملاقات ہو جائیگی میں نے کبھی حضرت کی خدمت میں اپنے لئے کسی امر کے واسطے دعا کے لئے نہ کہا آپکے طفیل خود ہی خدا سے دعا مانگتا اور خدا میری اُمید بر لاتا۔ ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں اس کا ذکر کیا کہ وہ عیش و آرام میں پڑا ہوا ہے **فرمایا** اس عیش و آرام کا انجام اچھا نہیں۔ دیکھو ہوا جب تھوڑی تھوڑی چلتی ہے تو کیسی اچھی لگتی ہے مگر جب تیز ہو کر آندھی اور طوفان کا رنگ اختیار کر لیتی ہے تو پھر کیسا نقصان پہنچتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیروں کی نظر میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپکے متعلق غیر مذاہب کے لیڈروں اور اخبارات نے جن راؤں کا اظہار کیا، اس سے بھی آپکے مقام بلند کا پتہ لگتا ہے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ بعض اخبارات کے خلاصہ اس نمبر میں دیدوں۔ (عرفانی)

(۱)

مرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سنہ ۱۸۶۰ء یا سنہ ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اُسوقت آپ کی عمر ۲۲-۲۴ سال کی ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ:-

جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے

کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مکالمہ میں صرف ہوتا تھا عوام سے کم ملتے تھے سنہ ۱۸۷۷ء ایک شب قادیان میں ایک شب آپکے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنوں میں آپ عبادت اور وظائف میں اسقدر مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بہت ہی کم گفتگو کرتے تھے

(مولوی سراج الدین صاحب و مولوی ظفر علی خاں صاحب زمیندار)

(۲)

دیو سماج کے بانی اور پریسیڈنٹ اور ہم کئی ایک ان کے پیروؤں نے جوان دنوں اس مقام میں ہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب کی وفات کی خبر کو نہایت افسوس کے ساتھ سنا ہے۔ ہمیں جہانتک ان کی خوبیوں سے اور خصوصیتوں کو اور طرح سے جاننے کا موقع ملا ہے ان کے لحاظ سے ہم لوگ انھیں تعظیم کا مستحق خیال کرتے ہیں وہ اسلام کے مذہبی لٹریچر کے خصوصیت سے عالم تھے سوچنے اور لکھنے کی اچھی طاقت رکھتے تھے۔ کتنی ہی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف تھے۔

مرزا صاحب اپنے خاص عقائد اور ارادے کے پکے تھے اسلئے انھیں اپنی راہ میں بہت سخت مخالفتیں اور بدنامیاں سہنی پڑیں۔ ہم لوگوں نے نہایت دلی دکھ کے ساتھ معلوم کیا ہے کہ ان کی وفات جیسے بہت افسوسناک اہم اور سنجیدہ موقعہ پر بھی ان کے کثرت سے مخالف اپنی نہایت ادنیٰ اور خراب خلق کا اظہار کرنے سے نہ رکے۔ {سکریٹری دیو سماج (جیون تت)}

(۳)

مرزا صاحب کا وجود ان کے تین چار لاکھ مریدوں کے لئے نہایت مبارک تھا کیونکہ انھوں نے اپنے مریدوں کی زندگی پر بہت غیر معمولی اثر ڈالا اگرچہ ہم مرزا صاحب مرحوم کی تمام مذہبی تعلیم اور خیالات سے کلی اتفاق نہیں رکھتے اور نہ ان کے دعووں کو درست سمجھتے ہیں لیکن ہم یہ تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ کیا ملحاظ لیاقت اور کیا ملحاظ اخلاق و شرافت ایک بہت بڑے پایہ کے انسان تھے ان کے بہت سے مریدوں سے ہمارا تعارف ہے۔ اور ہم ان کی زندگی میں مرزا صاحب کی زندگانی کا اثر صاف طور سے دیکھتے ہیں۔ ہم ان کی ذات کو ایک قومی نقصان خیال کرتے ہیں اور اُن کے لکھوکھا مریدوں۔ دوستوں۔ رشتہ داروں۔ اور مداحوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ (برھمہ پرچارک)

(۴)

مرزا صاحب کی وہ اعلیٰ خدمات جو اُنھوں نے آریاؤں۔ اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ مرزا صاحب نے مناظرے کا بالکل رنگ بدل دیا تھا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریا اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریاؤں اور عیسائیوں کے مذہب کے رد میں لکھی ہیں اور جیسے دنداں شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے ہیں آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہمنے تو کہیں دیکھا نہیں۔ سوائے اس کے آریا نہایت بد تہذیبی سے ان کے پیشوایان اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں اور کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا اور نہ دے سکتے ہیں۔ اگرچہ مرحوم پنجابی تھے مگر اُن کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب میں بلکہ بلندی ہند میں اس قوت کا لکھنے والا نہ تھا۔ ایک پرجذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اُن کے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتے تھے تو جچے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے اگرچہ مرحوم کے اردو علم ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی ان کا پرزور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے اور واقعی ان کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور اردو علم ادب میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ سوائے خال خال مقام کے ان کا اردو لٹریچر ستھرا اور پاک ہو گیا ہے۔ مرحوم نے اگرچہ باقاعدہ تعلیم عربی ادب میں اور صرف و نحو کی کہیں حاصل نہیں کی تو بھی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی کی پیدا کر لی کہ وہ بے تکلف عربی لکھ لیتے تھے اور عربی بولنے میں ان کو ذرا تامل نہیں ہوتا تھا۔ مرزا صاحب نے جو نمایاں ترقی اپنے قوت بازو سے حاصل کی اس کی نظیر ہندوستان میں بہت کم ملیگی۔ ان کے مریدوں میں عامی اور جاہل ہی لوگ نہیں ہیں بلکہ قابل اور لائق گریجوایٹ یعنی بی۔ اے۔ ایم۔ اے اور بڑے بڑے فاضل مولوی بھی ہیں۔ موجودہ زمانہ کے ایک مذہبی پیشوا کیلئے یہ کچھ کم باعث فخر نہیں ہے کہ قدیم و جدید تعلیمیافتہ ان کے مرید بنجاویں۔ مرزا صاحب ترقی کے انتہائی عروج پر پہنچ گئے تھے اپنے ارادے کے پورے اور مستقل مزاج تھے۔ مرزا صاحب کا ادنی سے لیکر اعلیٰ تعلیمیافتہ مریدوں تک کچھ ایسا تھا کہ اُن کی ہر حرکت پر اُن کے ہر لفظ پر اور اُن کے ہر دعوے پر آمنا و صدقنا کی صدائیں اُن کے مریدوں میں بلند ہوتی تھیں۔ ان ہی آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مرحوم کو اپنی زندگی میں خدا کی طرف سے کتنی کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔

(یونین گزٹ)

(۵)

یہ بات ہر طرح ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے اُن کی اخلاق و جرأت جو انھوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے سخت مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً قابل تحسین ہے صرف ایک مقناطیسی جذب اور نہایت خوشگوار اخلاق رکھنے والا شخص ہے ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا تھا جن میں سے کم سے دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کی وجہ سے جان دیدی (اب افغانستان تین اور مصر میں ایک اور شہید ہو چکے ہیں۔ عرفانی) مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔ میں نے بعض پرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونیکی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی مرزا صاحب کے ذاتی اثر اور ان کے جذب اور کھینچ لینے والی شخصیت کو پیش کیا۔

(پادری والٹر ایم۔ اے۔ سکریٹری وائی۔ ایم۔ سی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری باتیں

قادیان میں آخری وحی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۶ ر اپریل سنہ ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لیگئے۔ اسی روز بوقت ۸ بجے صبح کے آپ پر یہ وحی نازل ہوئی جو آپ کی وفات پر دلالت کرتی تھی۔

"مباش ایمن از بازیٔ روزگار"

اس کے بعد قادیان کو کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو اس لیئے قادیان میں یہ آخری وحی تھی۔

سب سے آخری وحی

لاہور میں آپ پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر سب سے آخری کلام نازل فرمایا وہ ۲۰ ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو ان الفاظ میں ہوا۔ **"انی مع الرسول اقوم"**

یہ اس دن کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور کی تعلیم یافتہ جماعت اور رؤساء کو تبلیغ فرمانا چاہتے تھے۔ ۱۶ ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء کی رات کو آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور ۱۷ ر کی صبح کو آپ میں طاقت نہ تھی کہ تقریر کر سکیں لیکن جب یہ الہام ہوا تو آپ وعدہ الٰہی کے موافق طاقت پاکر کھڑے ہوئے اور ایک زبردست تقریر فرمائی۔ اس سے پہلے جو الہامات حضرت مسیح موعود کو ہوئے وہ آپ کی وفات پر دلالت کرتے تھے **الرحیل ثم الرحیل - ڈر و مت مومنو** +

حضرت اقدس کی آخری تقریر لاہور میں

لاہور میں جو تقریر آپ نے سب سے آخری اور جو ۲۵ ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء قبل عصر کو فرمائی اس کے بعد آپکو کسی تقریر کا موقع نہیں ملا۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ اپنے کسی خاص قاصد ایک خط بھیجا جس میں بعض مسائل مختلف فیہ پر زبانی گفتگو کرنے کی اجازت چاہی اور اور وعدہ کیا کہ میں بہت نرمی اور پاس ادب سے گفتگو کروں گا۔

حضرت اقدس نے قبل عصر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے ان کے متعلق دریافت کیا کہ وہ اخلاق کے کیسے ہیں مغضوب الغضب اور فوراً جوش میں آجانیوالے یا بھڑک اٹھنے والے طبیعت کے تو نہیں ہیں؟ اس کے جواب میں بعض اصحاب نے عرض کیا کہ حضور ایسے تو نہیں ان کی طبیعت میں نرمی پائی جاتی ہے البتہ اگر بعض عوام کا ہجوم ان کے ہمراہ ہو تو اندیشہ ہے۔ حضرت اقدس خود چونکہ پیغام صلح کے لکھنے میں مصروف تھے اور فرصت نہ تھی۔ اسلیئے حضرت اقدس نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے فرمایا کہ آپ ان کے خط کا جواب لکھ دیں اصل خط انکا ہم بھیجدینگے اور بے شک نرمی سے اور آہستگی سے ان سے ان مسائل میں گفتگو کریں۔ البتہ اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے ہمراہ سوا چار اور معززاور شریف آدمیوں کے اور زیادہ ہجوم نہ ہو۔ اور آپ بھی علیحدگی میں بیٹھ کر گفتگو کریں اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ اسی دوران میں کسی دوست نے ان کا یہ عقیدہ پیش کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ کو سولی پر لٹکائے جانے کے ہی قائل ہیں۔ اور وہ اپنے اس دعوے کی دلیل میں یہ آیۃ کریمہ **اذ کففت منک بنی اسرائیل** الخ پیش کرتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے

فرمایا

خلاف تواتر امور محسوسہ مشہودہ کی پرواہ نہ کر کے ایسی ایک راہ اختیار کرنا جسکی کوئی بھی دلیل نہیں یہ عقل اور ایمان کے سراسر خلاف ہے۔ میں کوئی نئی بات پیش نہیں کرتا اور نہ ہی میں کسی ایسی بے دلیل بات کے منوانے کی کوشش کرتا ہوں جسکا قوی ثبوت اور یقینی شہادت میرے ہاتھ میں نہیں۔ میرے ساتھ میری شہادت کیواسطے اسوقت لاکھوں انسان موجود ہیں قوموں کی قومیں اپنی متواتر اور متفقہ شہادت پیش کر رہی ہیں اگر کسی کو کوئی شک وشبہ ہو تو یہودی موجود ہیں۔ نصرانی موجود ہیں ان سے پوچھ لو کہ ان کا اس بارہ میں کیا عقیدہ ہے دونوں متخاصم موجود ہیں۔ ان سے پوچھ لو کہ آیا وہ بھی اس بات کے قائل ہیں جو تم پیش کرتے ہو۔ دیکھو تواتر قوی کو بغیر کسی زبردست دلیل اور حجت نیرہ کے توڑ دینا اور اس کی پرواہ نہ کرنا یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔

تعجب کی بات ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ کسی دوسرے آدمی کو پکڑ کر خواہ مخواہ سولی چڑھا دیا جائے اور وہ چوں بھی نہ کرے اور دہائی بھی نہ دیوے کہ میں تمہارا ساتھی ہوں مجھے کیوں بے گناہ سولی پر چڑھاتے ہو۔ تمہارا اصل ملزم تو بچ گیا اور میں جو کہ تمہارا ہی ساتھی ہوں یہ میرا نام فلانے ماں باپ کا بیٹا ہوں یہ میرے رشتہ دار ہیں مجھے کیوں مارتے ہو +

جان کا معاملہ اور لعنتی موت کا نشانہ بننا ہے اصل ملزم بچا جاتا ہے اور پھر تعجب یہ کہ بولتا تک نہیں یہ بھید تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ علاوہ وحی اور علم غیب کے جو ہمیں خدا نے محض اپنے فضل سے بخشا اور مکالمہ مخاطبہ کا خاص فیضان جاری کر کے ہمیں اس نے ان امور میں حقیقی علم عطا کیا۔ ہمارا ضمیر اس کو ہرگز ہرگز قبول نہیں کرتا کہ ہزارہا بلکہ تواتر اور کروڑوں انسانوں کی متفقہ شہادت بالکل غلط ہے اور یہ سب جو سمجھے بیٹھے تھے ایک وہم تھا اور خیال غلط۔ دیکھو ؎

تا نباشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا

میں نہیں سمجھتا کہ خدا کو ایسی کمزوری کی کیا ضرورت تھی کیا وہ علیٰ رؤس الاشہاد مسیح کو بچانے پر قادر نہ تھا کہ اس کو ایسا ظلم روا رکھنا پڑا اور ایک بے گناہ انسان کی جان خواہ نخواہ ہلاکت میں ڈالی۔

قرآن اور حدیث کے خلاف ایک نئی راہ نکال کر پیش کرنا اس کا بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے +

میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ سب امور ایسے نہیں کہ آسانی سے ان کو رد کیا جائے قرآن شریف میں صرف لفظ توفی ہی کو لیکر دیکھ لو کہ بھلا کسی مقام پر اس کے معنی بجز موت کے اور کچھ بھی ہیں یا معہ جسم عنصری کے آسمان پر اٹھائے جانے کے ہیں۔ یہی توفی کا لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت کریمہ **اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک** غور کر کے دیکھ لو پھر یہی توفی کا لفظ ہے جو حضرت یوسف کے حق میں وارد ہے پھر ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ برخلاف نص قرآنی کے اور تمام انبیاء کے کیوں حضرت عیسیٰ کو یہ خصوصیت دیجاتی ہے +

کتب احادیث میں قریباً ۳۰۰ سو مرتبہ یہی لفظ توفی آیا ہے مگر کہیں بھی جسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانیکے معنے نہیں ہیں۔ جہاں دیکھو یہ لفظ موت ہی کے معنوں میں وارد ہوتا ہے +

اصل میں جو شخص طالب حق نہیں محض ایک قسم کی شیخی اور تکبر کے واسطے ایسی خواہش کرتا ہے۔ اس سے مجھے

بد بو آجاتی ہے

میں ایسے آدمی پر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا نہیں چاہتا جس کو سچی پیاس نہیں اور جس کی تڑپ خدا اور رسول کے دین کے واسطے نہیں بلکہ نفس کا بندہ اور نفس کی عزت وجاہ کے واسطے مرتا ہے۔

میرے پاس اگر کوئی شخص طلب حق اور خدا جوئی کی پیاس اور سچی تڑپ لیکر آتا ہے تو مجھے اس سے ایک قسم کی

خوشبو آجاتی ہے

پھر میں اس کے واسطے اپنے بازو بچھا دیتا ہوں اور اس کو اپنی آنکھوں سے قبول کرتا ہوں۔ اور جہاں تک مجھ سے بن پڑتا ہے میں اس کی خدمت کو اپنا فخر سمجھتا ہوں مگر ایک ناپاک دل انسان جس میں شرارت پوشیدہ ہوتی ہے اور وہ حق جو نہیں۔ بلکہ دنیا طلب ہوتا ہے تو ہمیں اس سے بد بو آجاتی ہے اور پھر اس کے بعد ہم اس سے کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔

خدا نے جس بات پر ہمیں قائم کیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں حضرت مسیح کی موت کو صراحت سے ایک نہیں بلکہ بیسیوں مقام پر ظاہر کر دیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے شہادت دیدی کہ اس کو مردوں کے ذیل میں دیکھا کوئی الامتیاز اس میں اور غیروں میں بیان نہیں فرماتا +

آج ہندوستان میں ایک لاکھ سے زیادہ مرتد صرف اسی بات سے ہو چکا ہے کہ نام کے مسلمانوں کے عقائد غلط سے عیسائیوں نے مسیح کی فضیلت ثابت کر کے اپنے مذہب سے ناواقف لوگوں کے سامنے اسے پیش کیا۔ اور ان کے اپنے ہی معتقدات میں سے ان پر ایسے ایسے الزام دیئے جن کا جواب ان میں سے کسی سے بھی بن نہ پڑا۔

مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کسی بھی خصوصیت کو قائم نہیں رہنے دیا بلکہ ان کی ہر بات کا جواب دیکر خود ان کو ہی خوار کیا ہے۔

نصاریٰ نے ایک عقیدہ پکڑا تھا کہ حضرت عیسیٰ چونکہ بن باپ کے ہیں لہٰذا یہ خصوصیت ان کی خدائی کی پختہ دلیل ہے اور یہ ان کا مسلمانوں پر ایک بھاری اعتراض تھا اور اس سے وہ حضرت عیسیٰ میں ایک خصوصیت ثابت کر کے ان کی خدائی کی دلیل پکڑتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ان کا یوں منہ توڑا اور اس کا ردیوں کا بیان کیا کہ **ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم** الخ یعنے اگر حضرت عیسیٰ کی پیدائش اعجازی رنگ میں پیش کر کے تم اس کی خدائی کی دلیل ٹھہراتے ہو تو پھر آدم بطریق اولیٰ خدا ہونا چاہیئے کیونکہ اس کا نہ ماں باپ پھر اس بات کو عیسیٰ کی خدائی کی دلیل ٹھہرانا۔ پس اسطرح سے اللہ تعالیٰ نے اس استدلال کو غلط ثابت کر دیا۔ غرض نصاریٰ کے مسیح کو بن باپ کی پیدائش سے ان کی خدائی کی دلیل اور استدلال پکڑنے کو اللہ تعالےٰ نے

آدم کی نظیر پیش کر کے

باطل ٹھہرا دیا۔

ایک دوسری دلیل نصاریٰ نے یہ پیش کی تھی کہ وہ زندہ ہیں۔

اور مع جسم عنصری آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں اور اس امر سے انھوں نے مسیح کی ایک خصوصیت ثابت کر کے اسی کو ان کی خدائی کی ایک زبردست دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اب ہمیں کوئی بتائے کہ اگر توفی کے معنی مع جسم عنصری کے آسمان پر اٹھائے جانے کے ہیں اور اس کے معنے حضرت عیسیٰ کے لئے موت کے نہیں تو پھر نصاریٰ کے اس اعتراض کا قرآن نے کہاں جواب دیا ہے؟ یا کسطرح ان کی دلیل اول کو اک نظیر پیش کر کے توڑا تھا۔ اسی طرح کہیں سے ہمیں یہ بھی نکال کر بتاؤ کہ حضرت مسیح سے پہلے یا پیچھے کوئی ایسی بھی نظیر پائی جاتی ہے؟ اگر کوئی نظیر نہیں تو یاد رکھو کہ

اسلام آج بھی گیا اور کل بھی گیا!!

نصاریٰ تو تم کو خود تمہارے عقیدہ سے ملزم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خود حضرت عیسیٰ کو زندہ اور جسم عنصری سے آسمان پر مانتے ہو حالانکہ تمہارے رسول خاک مدینہ میں مدفون ہیں۔ اب بتاؤ کون افضل ہے۔ عیسیٰ یا محمد؟ افسوس ہے ان نام کے مسلمانوں پر کہ اپنی ناک کاٹنے کے واسطے آپ ہی دشمن کے ہاتھ میں چھری دیتے ہیں یاد رکھو اگر خدا تعالیٰ کا یہی منشاء ہوتا اور قرآن و حدیث میں یقیناً یہی امر اس نے بیان کیا ہوتا کہ واقع میں حضرت مسیح زندہ ہیں اور یہ عقیدہ بھی حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کی طرح خدا کے نزدیک سچا عقیدہ ہوتا تو ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بھی کوئی نظیر پیش کر کے قوم نصاریٰ کو اس امر کے حضرت عیسیٰ کی خدائی کی دلیل پکڑنے پر مند اور لاجواب کر دیتا؟ مگر خدا تعالیٰ کے اس امر کی دلیل پیش نہ کرنے سے صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز یہ منشاء نہیں جو تم محض افترا سے خدا کے کلام پر تھوپ رہے ہو بلکہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ نے محض موت ہی کے معنوں کے واسطے وضع کیا ہے اور یہی حقیقت اور اصل حال ہے +

دیکھو ہر ایک خصوصیت جو کہیں کسی خاص شخص کے متعلق پیدا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب ضرور دیا ہے مگر کیا وجہ کہ اتنی بڑی خصوصیت کا کوئی جواب نہ دیا۔ خصوصیت ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ فقط

یہ حضرت اقدس کی زندگی میں آپ کی آخری تقریر ہے جو آپ نے بڑے زور اور خاص جوش سے فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ کا چہرہ اس قدر روشن اور درخشاں ہو گیا تھا کہ حضرت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا بھی نہیں جاتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر میں ایک خاص اثر اور جذب تھا۔ رعب۔ ہیبت اور جلال اپنے کمال عروج پر تھا۔ بعض خاص خاص تحریکات اور موقعوں پر حضرت اقدس کی شان دیکھنے میں آئی ہوگی جو آج کے دن تھی اس تقریر کے بعد آپ نے کوئی تقریر نہیں فرمائی +

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت عام طور پر اچھی ہے۔ اصل یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ ناسازی طبیعت کی بھی شکایت ہو جاتی ہے مگر چونکہ بدستور کام میں مصروف رہتے ہیں اسلیے دوسرے لوگ احساس بھی نہیں کر سکتے۔ اس ہفتہ میں بھی کچھ شکایت رہی۔ احباب مستقل طور پر بھی حضور کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں +

(۲) دار الامان میں یہ ہفتہ احمدیہ ٹورنامنٹ کے باعث خاص طور پر مصروفیت کا نتیجہ تھا۔ مختلف قسم کی ورزشوں کے مقابلے ہوتے رہے اس مقصد کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر ہے جسکے صدر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور سیکرٹری مولوی عبد القدیر صاحب افسر ڈاک ہیں ۲۶ مئی ۱۹۲۵ء کی شام انعامات تقسیم ہوئے جو خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے ہاتھ سے تقسیم فرمائے آپ کی طبیعت ناساز تھی مگر آپنے اپنے خدام [illegible] شمولیت فرمائی۔ یہ ایک مختصر سا جلسہ تھا [illegible] کی تلاوت اور ملک عبد العزیز صاحب کی نعت خوانی [illegible] دلچسپ رپورٹ پڑھی۔ ازاں بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے انعامات تقسیم کئے۔ آخر میں حضرت نے مناسب موقعہ مختصر سی تقریر کے بعد دعا فرمائی۔ اور پھر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے وسیع صحن میں احباب گارڈن پارٹی میں شریک ہوئے۔ جہاں صاحبزادہ موصوف خود مہمان نوازی فرماتے رہے اس ٹورنامنٹ میں خاندان نبوت کے نونہالوں صاحبزادہ مرزا حافظ ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے بھی انعامات حاصل کیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں مدرسہ احمدیہ کے اس ٹورنامنٹ میں کامیاب حصہ لینے پر اظہار خوشنودی فرمایا اور ہائی اسکول کو خصوصیت سے توجہ دلائی +

احباب توسیع اشاعت میں سعی فرمائیں

(مینیجر)

یاد حبیب کو تازہ رکھنے کیلئے اسکے کلام و حالات پڑھو

یاد حبیب کو تازہ رکھنے کے لیئے اور کونواسع الصادقین کے ارشاد پر عمل کر کے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے اکسیر عجیب نسخہ یہ بھی ہے کہ

حضرت مسیح موعود کے حالات زندگی پڑھو

ان حالات زندگی سے معلوم ہوگا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی اور آپ کے مشاغل زندگی کیا تھے؟ خدا تعالےٰ سے اور اس کی مخلوق سے ان ایام میں آپ کے تعلقات کس قسم کے تھے آپ کی سوانح عمری کے دو حصے اس قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں۔ اور حیات النبی کے نام سے موسوم ہیں۔
قیمت دو جلد دو روپیہ آٹھ آنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق

سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں اسلیئے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی سیرۃ اور آپکے کریکٹر کی اعلےٰ شان کا علم حاصل کریں تو

سیرت مسیح موعودؑ

یہ ضروری ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے یہ شمائل اخلاق کی جلد کا پہلا حصہ ہے۔ جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات آپ کے فلسفہ اخلاق کا امتیاز اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادتمند اور شریف الطبع تعلیمیافتہ جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہئے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ قیمت ۱۲؍ اسکا دوسرا حصہ بھی شائع ہو گیا ہے قیمت ۱۲؍

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخلصین اور دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے ہیں وہ اس وقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں۔

یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی کی روح اور قوت رکھتے ہیں۔ اور نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے سادہ اور آسان طریق غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔

خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان، دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر اور قوت کے اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملیگا۔ اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں ان میں صداقت اسلام کے زبردست دلائل قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت اور جلالی اور جمالی شان کا اظہار پر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔

غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے ہر جلد کی قیمت جو کچھ بھی ہیں آٹھ آنہ (۸؍) ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرانی تحریریں

حضرت مسیح موعود کی وہ تحریریں جو آپ نے اپنی بعثت کے پہلے لکھی تھیں جمع کی جا رہی ہیں ان میں ایک حصہ پہلے شائع ہوا۔ اور باقی حصص اب ان شاء اللہ یکے بعد دیگرے شائع ہونگے۔ ان تحریروں میں بعض نہایت عجیب و غریب اور قیمتی جواہرات ہیں۔ جن کو دنیا اب کسی قیمت پر بھی پیدا نہیں کر سکتی مگر ایڈیٹر الحکم اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہے کہ

اس کے گھر میں یہ دولت موجود ہے

مگر اس نے ارادہ کیا ہے کہ یہ دنیا کا حق ہے اس کو دیدیا جائے اس لئے جلد سے جلد شائع کرنے کی ان شاء اللہ کوشش کیجاویگی مگر اس کی اشاعت جماعت کے حوصلہ پر موقوف ہے جبتک کم از کم ایک ہزار درخواست نہ ہو میں شائع نہیں کرونگا انھیں جواہرات میں سے ایک

قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ ہے

اور ایک پادری مورلیسن اور سراج الدین عیسائی کی خط و کتابت پر مکالمہ ہو ان میں سے ہر ایک کی قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ ہوگی

احباب درخواستیں بھیجیں

یہ تمام کتابیں

منیجر اخبار الحکم قادیان

کے نام درخواست بھیجنے پر ملیں گی + + !

اکسیر الاجسام

یا

کیمیائے بدن

فاحفظ کالخزانۃ من اسرار المخفیۃ

چند دوستوں کے اصرار و سفارش سے میں نے بفضل خدا ادویات کے شروع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے سب سے پہلے جس دوائی کو پیش خدمت ناظرین کرنا چاہتا ہوں وہ دوا اکسیر الاجسام ہوگی جو اسرار مخفیہ میں سے ہے بلا مبالغہ رفتہ رفتہ طاقت واپس لانے والی دوائی اس کے برابر دنیا میں کم میسر ہوسکیگی۔ لاریب یہ ضعف ہضم کو زائل کر کے خون صالح پیدا کرتی ہے اور معدہ کو قوی تر بناتی ہے خواہ کتنی مدت کا معدہ کمزور کیوں نہ ہو۔ دودھ جس قدر بھی پیا جائے ہضم ہو جاتا ہے اس کے چند دنوں کے کھانے سے چہرہ پر رونق آجاتی ہے مقوی اعضاء و اعضائے رئیسہ، اور محافظ حرارت غریزی ہے، دماغ، دل جگر اور گردہ و مثانہ کی طاقت بڑھانے میں اپنے اندر اعجاز رکھتی ہے۔ مثانہ کے تمام امراض اسکے استعمال سے فی الفور دور ہو جاتے ہیں اس کے کھانے کے بعد عمر بھر دیگر مقویات کی ہرگز ضرورت نہ پڑے گی یہ دوائی سیکڑوں اور ہزاروں کے خرچ سے سبکدوش کرنے والی ہے۔ قیمت فی شیشی جس میں فقط تین رتی دوائی ہوگی ع۱۰ علاوہ محصولڈاک مقدار خوراک الیحدانہ خشخاس سے ایک چاول تک ہوگی پرچہ ترکیب استعمال شیشی کے ہمراہ حاضر ہوگا۔ غیر شادی شدہ بغیر کسی معقول وجہ کے اس کے لئے ہرگز درخواست نہ بھیجیں۔

ضروری گزارش

چونکہ اس دوائی کے اجزاء نہایت قیمتی اور سخت دقت طلب ہیں اسلئے جبتک میرے پاس کم از کم پچاس درخواستیں نہ پہنچ جائینگی میں دوائی تیار نہ کر سکوں گا اسکا یہ مطلب نہیں کہ قیمت پیشگی بھیجی جاوے بلکہ اس سے میرا منشاء درخواست خریداری سے ہے کیونکہ یہ دیگر اشتہاری ادویہ کی طرح نہیں ہے یہ وہ دوا ہے کہ جو آجتک سینہ بسینہ چلی آتی ہے جسکی تین رتی تمام عمر کے لئے کفایت کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ میں نے فوائد اور محنت کے مقابلہ میں اس کی قیمت کے لبس کرنے میں کسقدر ایثار سے کام لیا ہے تمام درخواستیں موصول ہو جانے کے ایک ہفتہ بعد دوائی تیار ہو کر بذریعہ وی پی ارسال ہوگی۔ تمام درخواستیں بنام منیجر اکسیر الاجسام دار الفضل قادیان آنی چاہئیں۔

المشتہر

منیجر اکسیر الاجسام

دار الفضل، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب